مفکرِ اسلام، مصورِ پاکستان، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی فرمائش پر

انتظارِ مہدی و مسیح ؑ

فن رجال کی روشنی میں

از

محدث العصر، جامع العلوم

حضرت علامہ تمنّا عمادی مجیبی پھلواروی

ناشر

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

۳-۷-اے بلاک نمبر ۱- ناظم آباد- کراچی ۷۴۶۰۰

فون نمبر ۶۲۱۴۳۹

سلسلۂ اشاعت ——— (۲۳)

بار دوم

ماہ جولائی ۱۹۹۴ء ——— محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

نام کتاب : ——— انتظار مہدی و مسیح

مؤلف : ——— علامہ تمنا عمادی مجیبی پھلواروی

کتابت : ——— اے ایم کمپیوٹر کمپوزنگ

صفحات : ——— ۳۱۲

طباعت دوم ——— چھ سو (۶۰۰)

قیمت کتاب ——— پچھتر روپیہ (-/۷۵)

طباعت ——— احمد پرنٹرز ناظم آباد کراچی

ناشر

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

۳-۷- اے بلاک نمبر ۱ ——— ناظم آباد ——— کراچی ۷۴۶۰۰

فون نمبر ۶۲۷۸۴۰ - ۶۲۱۳۳۹

فہرس

گھڑنے والوں نے دو مضمون کی حدیثیں گھڑیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت عیسیٰ آئیں گے تو وہ کیا کیا کریں گے۔ دوسرے یہ کہ جب حضرت عیسیٰ آئیں گے تو مسلمانوں کی اس وقت کیا کیا کیفیتیں ہوں گی۔ اسی مناسبت سے دوسری کتابوں میں بھی انھیں دونوں طرح کی حدیثیں گھڑگھڑ کر بھری گئیں۔ تو اب صحیح بخاری کی پہلی حدیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔ امام بخاریؒ اپنے سلسلہ اسناد کے مطابق فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیب نے ابوہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جسکے قبضے میں میری جان ہے ضرور ضرور اور عنقریب تم میں ابن مریم اتریں گے ایک عادل حاکم کی حیثیت سے، تو وہ صلیب کو توڑیں گے، سوروں کو قتل کریں گے، جنگ کو موقوف کردیں گے اور مال اس حد تک لٹائیں گے کہ کوئی اس کا قبول کرنے والا نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا۔ پھر ابوہریرہؓ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو پڑھو وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ---- شهيدا تک۔

اس حدیث کے متعلق سب سے پہلے خود صحیح بخاری ہی کے نسخوں کے اختلاف کے متعلق غور کرنا چاہئے۔ صحیح بخاری مطبع احمدی میرٹھ جلد اول ص ۴۹۰ اور فتح الباری مطبوعہ مطبع انصاری دہلی جلد ۱۳ ص ۲۸۱ اور ایک نسخہ قدیم قلمی مکتوبہ ۱۰۸۳ھ ج اول، ص ۶۸۷ میں یضع الحرب ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگ کو موقوف کردیں گے۔ خود حافظ ابن حجر عسقلانی کے سامنے جو نسخہ تھا اس میں بھی یہی عبارت تھی۔ چنانچہ شرح کرتے ہوئے وہ تحریر فرماتے ہیں قوله ويضع الحرب فى رواية الكشميهنى الجزية یعنی امام بخاری کا قول ویضع الحرب جو صحیح

بخاری میں ہے وہ کشمیہنی کی روایت میں الحرب کی جگہ الجزیہ ہے۔ اور یہ لکھ کر وہ پھر یضع الجزیہ کی شرح کرنے لگے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حرب (جنگ) کو نہیں بلکہ جزیہ کو موقوف کریں گے۔ کیوں جزیہ کو موقوف کریں گے اور کس وجہ سے موقوف کریں گے اس کو ابن حجر سمجھانے لگے۔ اور یضع الحرب صاف کھا گئے۔ صحیح بخاری کے اکیس نسخے مشہور ہیں۔

۱۔ فربری ۲۔ حموی ۳۔ مستملی ۴۔ ابن عساکر ۵۔ سرخسی ۶۔ اصیلی ۷۔ قابسی ۸۔ مروزی ۹۔ ابو ذر ۱۰۔ ابو الوقت ۱۱۔ نسفی ۱۲۔ صغانی ۱۳۔ ابوالسکن ۱۴۔ ابو احمد الجرجانی ۱۵۔ ابن شبویہ ۱۶۔ ابوالہیثم ۱۷۔ تبریزی ۱۸۔ کشمیہنی ۱۹۔ شیخ ابن حجر ۲۰۔ قسطلانی۔ اور ۲۱۔ کریمہ بنت احمد بن حاتم المروزی۔ ان اکیس نسخوں میں سے بیس نسخوں میں ویضع الحرب ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ جنگ کو موقوف کردیں گے۔

صرف ایک کشمیہنی کے نسخے میں ويضع الجزية ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ جزیہ لینا موقوف کردیں گے۔ خود ابن حجر کے نسخے میں بھی وہی یضع الحرب ہی ہے۔ مگر بیس نسخوں کی متفق علیہ تحریر کو ناقابل توجہ گویا غلط قرار دے کر اس کو نظر انداز کردینا اور صرف ایک نسخے کی تحریر کو صحیح قرار دے کر اسی کی شرح کرنا صاف بتا رہا ہے کہ یضع الحرب کے مفہوم میں کوئی چبھن تھی۔ اسی لئے بخاری کی اس حدیث کے بعد جتنی حدیثیں گھڑی گئیں

۵۔ کشمیہنی۔ کشمیہن بضم کاف مرو کے علاقے میں اس سے پانچ کوس کے فاصلے پر ایک قریہ تھا ماوراء النہر کے راستے پر۔ ابو محمد حیان بن موسیٰ بن سوار الکشمیہنی بھی یہیں کے مشہور محدث تھے جو عبداللہ بن مبارک کے شاگرد تھے اور ان سے حدیثیں بہت روایت کیا کرتے تھے۔ اور امام بخاری کے شیخ تھے۔ ۲۳۲ھ یا ۲۳۳ھ میں وفات پائی۔ دوسرے ابو الہیثم محمد بن مکی بن محمد بن زراع بن ہارون بن زراع الکشمیہنی ہیں جن کی وفات ۳۸۹ھ میں ہوئی۔ صحیح بخاری کے یہی دوسرے کشمیہنی صاحب راوی ہیں۔ خراسان میں صحیح بخاری انھیں سے پھیلی اور انھوں نے اکثر عجمی شہروں میں ----------

سب میں یضع الجزیہ ہی رکھا گیا۔ مگر بخاری میں جو یضع الحرب داخل کیا جاچکا
تھا اور اس کے متعدد نسخے مختلف راویوں کے ذریعے تمام ممالک میں پھیل
چکے تھے، اس کو کیا کیا جاتا۔ تو کسی طرح کشمیہنی کے نسخے میں جو "الحرب" لکھا
ہوا تھا اس کی حائے حطی کے نیچے اور رائے مہملہ کے اوپر ایک ایک نقطہ
دے دیا گیا اور "ب" کے نیچے ایک اور نقطہ بڑھا کر اس کے ساتھ ہائے ہوز
بڑھا کر اس پر دو نقطے دے دیئے تو اس کی یہ شکل ہو گئی "یۃ" یا صرف
ایک شوشہ ہی بڑھا دیا ہو اس طرح "یۃ"۔ پھر کیا تھا وہ یضع الحرب جو تھا
کس آسانی سے یضع الجزیہ بن گیا۔ پھر بعد والوں کو یہ کہنے کا موقعہ مل گیا کہ
دوسری کتابوں میں جتنی حدیثیں اس موضوع سے متعلق آئی ہیں ان سبھوں
میں الجزیہ ہے تو پھر بخاری میں الحرب کیوں ہونے لگا۔ یقیناً وہ کشمیہنی والا
نسخہ صحیح ہے مگر اہل انصاف کبھی اس کو باور نہیں کر سکتے کہ بیس نسخے تو غلط
ہوں اور صرف ایک نسخہ صحیح ہو۔ اس لئے حقیقت یہی ہے کہ بخاری میں
ویضع الحرب ہی کی روایت ہے، بعد کو اس کی غیر معقولیت محسوس
کرکے الحرب کو الجزیہ بنایا گیا۔

موقوفی حرب اور موقوفی جزیہ دونوں کے مفہوم میں جو تضاد ہے، ظاہر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور پھر عراق و حجاز وغیرہ میں اپنے نسخہ صحیح بخاری کے
پھیلانے میں بہت کوشش کی۔ امام بخاری کی وفات کے ۳۳ برس بعد ان کی وفات ہے۔
صحیح بخاری کی اشاعت اپنے خاص نسخے کے مطابق انھوں نے امام بخاری کی وفات کے بعد ہی
کی۔ مگر واضح رہے کہ ان کشمیہنی صاحب کو صحیح بخاری امام بخاری سے بلاواسطہ نہیں ملی
تھی بلکہ غالباً انھوں نے امام بخاری کو دیکھا بھی نہ ہوگا۔ انھوں نے محمد بن یوسف بن مطر
بن صالح بن بشر الفربری کے ذریعے صحیح بخاری کا نسخہ پایا اور انھیں کو سنایا۔ فربری کی وفات
۳۲۰ھ میں ہوئی۔ یعنی کشمیہنی کی وفات سے ۳۱ برس بعد۔ مگر معلوم نہیں کشمیہنی کے
نسخہ بخاری میں فربری کے نسخہ سے اختلافات پھر کیوں ہوئے۔ فربری کے نسخہ میں تو یضع
الحرب ہی ہے کشمیہنی صاحب "یضع الجزیہ" کہاں سے لے آئے۔ یقیناً یہ تبدیلی بعد کو کر لی
گئی۔

ہے موقوفی حرب کا مطلب تو یہی لیا جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
صرف تبلیغ سے کام لیں گے اور کفار کے ساتھ جہاد بالسیف اور قتال نہیں
کریں گے، بلکہ جہاد کو منسوخ کر دیں گے اور موقوفی جزیہ کا یہ مطلب ہے
کہ وہ اہل کتاب سے اس وقت تک لڑتے رہیں گے کہ وہ اسلام قبول
کرلیں۔ قرآن مبین نے جو اہل کتاب سے جزیہ لے کر صلح کرلینے کی اجازت
دی ہے اس کو وہ منسوخ کر دیں گے۔ بس دو ہی صورت باقی رکھیں گے یا
غیر مسلمین اسلام قبول کر لیں یا تلوار کے گھاٹ اتار دیئے جائیں۔ تو یضع
الحرب سے جہاد و قتال کے حکم کی منسوخی اور یضع الجزیہ سے جہاد و قتال ہی
پر عمل مگر جزیہ لینے کی اجازت کی منسوخی نکل رہی ہے۔ دونوں کا تضاد
صاف نمایاں ہے، اور بہر حال قرآن مبین کا ایک نہ ایک حکم منسوخ ضرور
ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ آئیں گے تو
شریعت محمدیہ ہی کا اتباع کریں گے۔ کیونکہ بخاری کی یہ حدیث بتا رہی ہے
کہ وہ جہاد و قتال کا حکم منسوخ کر دیں گے اور صحاح کی دوسری حدیثیں بتا
رہی ہیں کہ وہ جزیہ لینے کی اجازت جو قرآن میں ہے اس کو منسوخ کر دیں
گے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ وہ ایک امتی بنکر نہیں آئیں گے بلکہ
ایک صاحب شریعت نبی ہونے کی حیثیت سے آئیں گے جس طرح پہلی
مرتبہ آئے تھے۔ پہلی بار بھی انھوں نے تورات کے تمام احکام کو تو منسوخ
کیا نہ تھا۔ بعض چیزیں جو بنی اسرائیل یعنی یہودیوں پر تعزیراً حرام کر دی
گئی تھیں انھوں نے اس تعزیری حکم کو منسوخ کرکے بحکم الٰہی ان چیزوں کو
بنی اسرائیل کے لئے حلال کر دیا تھا اور ان کے باہمی اختلافات کا فیصلہ کر
دیا تھا۔ اسی طرح بقول راویان احادیث اب کے بھی آئیں گے تو جہاد و
جزیہ یا دونوں کا حکم منسوخ کر دیں گے۔ اور قرآن کے باقی احکام باقی رکھیں
گے اور سوروں کے قتل کا حکم اگرچہ شریعت محمدیہ میں نہیں ہے مگر وہ

اپنی نئی شریعت کی رو سے جس کو وہ دوبارہ آنے کے وقت اپنے ساتھ لائیں گے، اس پر عمل کرینگے غرض وہ جب شریعت محمدیہؐ میں محو و اثبات کا حکم لے کر آئیں گے تو ان کا وہ محو و اثبات یقیناً اپنی لائی ہوئی نئی ہی شریعت کے مطابق ہوگا، نہ کہ شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق۔ شریعت محمدیہ کے جن احکام کو بحال و برقرار رکھیں گے وہ اپنی نئی شریعت اور اپنی صواب دید کے مطابق، نہ کہ اتباعاً۔ اس اعتراض کا جواب محدثین سے کچھ نہ ہوسکا۔ ابن حجر عسقلانی۔۔ فتح الباری جلد ١٣ ص ٢٨١ مطبوعہ مطبع الصاری دہلی میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ وضع حرب یا وضع جزیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق کریں گے، تو یہ آپ کے فرمانے کے مطابق ہی ہوا۔ اس لئے انھوں نے اس حیثیت سے شریعت محمدیہؐ کا اتباع ہی کیا۔ یہ جواب ہوا یا بات بنانا ہوا؛ پیشن گوئی حدیثوں ہی میں رجال کے متعلق بھی ہے وہ یہ کریگا اور وہ کرے گا۔ تو کیا وہ جو کچھ کرے گا وہ شریعت محمدیہؐ کے اتباع میں کرے گا۔ اور احکام نبوی بجالائے گا؛ جب تو مسیح موعود اور مسیح دجال دونوں کی ایک جیسی حیثیت اتباع شریعت محمدیہ میں ہوگی اور کوئی وجہ نہیں کہ کسی کو اچھا سمجھا جائے اور کسی کو برا کہا جائے۔

اور اس جواب سے ایک بات یہ بھی ٹپک رہی ہے کہ قرآن کچھ اور چیز ہے اور شریعت محمدیہ کچھ اور چیز۔ حضرت عیسیٰؑ جو آئیں گے تو وہ قرآن کے بعض احکام کو تو منسوخ کر سکیں گے مگر شریعت محمدیہ کو منسوخ نہیں کر سکیں گے بلکہ اس کا اتباع کریں گے۔

ایک ادبی نکتہ بھی اس حدیث میں قابل لحاظ ہے کہ متکلم کوئی بات تاکید بالائے تاکید اور پھر قسم کھاکر جبھی کہتا ہے جب وہ یہ اچھی طرح جانتا ہو کہ مخاطب شخص یا جماعت میری بات باور نہ کرے گی۔ اور اسی بات یا دعویٰ

کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی جاسکتی، تو حروف تاکید اور قسم کے ذریعے سامعین کو اپنی بات کا یقین دلایا جاتا ہے۔ مگر اس خبر دہی کے مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے صحابہ ہی تھے جو آپ کے نبی مرسل اور مخبر صادق ہونے پر ایمان کامل رکھتے تھے اور آپ کی ہر بات پر سچے دل سے امنا و صدقنا ہی کہا کرتے تھے کفار تو کفار ہی تھے۔ منافقین بھی آپ کے مخاطب نہ تھے۔ پھر اس خبر دہی میں دو دو حروف تاکید اور ایک زبردست قسم کی کیا ضرورت تھی؟ یہ بے آب موزہ کشیدن تو فصحاو بلغا کے دستور کے خلاف ہے۔ یہ بے محل حروف تاکید اور قسم کا استعمال صاف طور سے اس کی نشان دہی کررہا ہے کہ یہ عجمی طرز بیان ہے۔ رسول عربی افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انداز گفتگو نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ دیکھیئے ایک پیشن گوئی کی ایک صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تکثرلکم الاحادیث بعدی فماروی لکم حدیث عنی فاعرضوہ علی کتاب اللہ فما وافقہ فاقبلوہ وما خالف فردوہ۔ یعنی میرے بعد تمھارے سامنے حدیثوں کی بڑی کثرت ہوگی تو جو حدیث میری طرف منسوب کرکے تمھارے سامنے روایت کی جائے، اس کو کتاب اللہ (یعنی قرآن) کے سامنے پیش کرو، تو جو اس کے موافق ہو اس کو قبول کرو، اور جو اس کے خلاف ہو اس کو رد کردو۔

یہ بھی پیشین گوئی ہی ہے اور نہایت سچی پیشن گوئی ہے۔ مگر آپ نے لتکثرن والذی نفسی بیدہ کے ساتھ نہیں فرمایا۔ یعنی نہ حروف تاکید لگائے نہ قسم کھائی، کیونکہ اس کی کوئی ضرورت نہ تھی، جو لوگ مخاطب تھے آپ کی ہر بات پر ان کا ایمان تھا۔

اصل یہ ہے کہ ان حدیثوں کے گھڑنے والوں کے دلوں میں خود چور